OPEN ACCESS
Al Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219
ISSN (PRINT): 2707-1200

ARJISH, Vol: 5, Issue: 3,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjish.v5.3(21)u11.112-124
http://www.arjish.com

آئین پاکستان کی دفعات 63/62 اور اسلامی ریاست میں قیادت کا اخلاقی معیار: تجزیاتی مطالعہ

Article 62, 63 of Constitution of Pakistan and Moral Standards for Leadership in an Islamic State: An Analytical Study

Iffat Tahira*
Dr. Asia Shabbir**

Abstract
High-status positions and leadership at the state level require high moral values in every country and society. This fundamental principle is common irrespective of countries' religious or liberal orientation despite some variations in its details. Pakistan came into being in the name of Allah, and Muslims of this region laid countless sacrifices. Thus they demanded Islamic laws and principles. This desire of Muslims was expressed in the Objectives Resolution. The inception of articles 62 & 63 in the constitution of Pakistan 1973 also reflects their passion through the eligibility criteria of the country's leadership. Article 62 demands members of parliament to run the state affairs under the principles of Islamic values, including truthfulness, honesty and trustworthiness; they should follow the same principles to lead their individual lives. Article 63 explains if there is any mismanagement in the administrative matters of a member of parliament, he would be deposed from that position. Both these articles are absolutely according to the Islamic teachings. Muslim history also endorses the high moral values for leadership. In this essay, articles 63 and 63 are thoroughly analyzed under Islamic teachings and history.
Keywords: Constitution of Pakistan 1973, moral values, leadership, Article 62 & 63, Islamic teachings and history.

دنیا بھر میں یہ طے شدہ اصول ہے کہ قیادت یا حکمرانی کے لیے صرف اسی شخص کا انتخاب کیا جانا چاہئے جو جسمانی، ذہنی و عقلی اور اخلاقی صفات میں عام لوگوں سے ممتاز ہو۔ جسے عوامی مسائل کا ادراک ہو، وہ پارلیمنٹ میں جا کر ان مسائل کا ممکنہ حل تلاش کر سکے اور عوامی فلاح و بہبود کو پیش نظر رکھے۔ ذیل میں پاکستان میں اراکین پارلیمنٹ کے اہلیت کے اخلاقی معیارات کا جائزہ قانونی وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ مضمون کے دوسرے حصے میں اسلام میں قیادت کے اخلاقی معیارات کی تفصیلی وضاحت قرآن مجید، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد خلفائے راشدین کے نظائر کی روشنی میں شامل کی گئی ہے۔

1973ء کا آئین اور آئینی دفعات 62/63 میں موجود اخلاقی معیارات

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973ء میں آئینی دفعات 62/63 موجود ہیں جو اراکین پارلیمنٹ کی رکنیت کیلئے اہلیت کے معیارات کا تعین کرتی ہیں اور اس امر کو یقینی بناتی ہیں کہ صالح، نیک کردار اور اچھے خیالات کے حامل افراد پارلیمنٹ کا حصہ بنیں جو وطن عزیز کیلئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قانون سازی کر سکیں۔

آئینی دفعہ 62 اور اخلاقی معیارات کا جائزہ

* PhD. Scholar, Lahore College for Women University, Lahore.
** Associate Professor, Lahore College for Women University, Lahore.
Email: asia.shabbir@lcwu.edu.pk

آئینی دفعہ (62) کی شقیں (f) (e) (d) میں اراکین مجلس شوری (پارلیمنٹ) کے انتخاب کے لیے اعلی اخلاقی معیارات کا تعین کر دیا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

"A person shall not be qualified to be elected or chosen as a member of majlis-e-shoora unless….
(d) He is a good character and is not commonly known as one who violates Islamic injunctions.
(e) He has an adequate knowledge of Islamic teaching and practices obligatory duties prescribed by Islam a well as abstains from major sins;

(f) He is sagacious, righteous, non-profligate, honest and ameen (1)

آئینی دفعہ (62) (d) کے تحت اراکین پارلیمنٹ کو اچھے کردار کا حامل انسان اور اسلامی احکام پر عمل پیرا مسلمان ہونا چاہیئے۔

آئینی دفعہ (62)، (e) کے تحت، اراکین مجلس شوری کیلئے ضروری ہے کہ انہیں اسلامی تعلیمات کا خاطر خواہ علم ہو، اور وہ اسلام کے مقرر کردہ فرائض کے خاص پابند ہوں اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کریں۔ آئینی دفعہ (62)(f) کے تحت، اراکین پارلیمنٹ کا سمجھدار، نیک، امانت دار اور سچا ہونا لازمی ہے۔

آئینی دفعہ 62 میں بیان کیے گئے معیارات ہی اصل میں وہ بنیادی اساس اور Parameters ہیں جو حکمران یا قائد کے انتخاب کے لیے لازم امور ہیں۔ ان امور کے یقینی نفاذ ہی سے مجلس شوری (پارلیمنٹ) میں اچھے کردار کے حامل افراد کی تقرری عمل میں لانا ممکن ہے جو صادق، امین، یعنی سچے امانت والے، راست گفتار، سیدھے راستے پر چلنے والے ہوں، مفاد پرست نہ ہوں اور اپنے فرائض کو اسلامی تقاضوں کے مطابق ادا کریں۔ اس بابت CLC, 2013 میں درج ہے۔

Persons desiring to engage themselves in process of law making for the country. Must themselves be possessed with high qualities of personal characters and moral values legislature who indulge in unfair means in earning are procuring in his educational document cannot be termed to be sagacious, righteous of ameen. (2)

مجلس شوری (پارلیمنٹ) ہی واحد ادارہ ہے جس نے ملک کے سیاسی، معاشی اور اخلاقی مسائل حل کرنے کیلئے قانون سازی کرنی ہے لہذا ان اہم مناصب پر صرف ایسے افراد ہی کی تقرری عمل میں لائی جانی چاہئے جو پیش آمد مسائل کے حل کیلئے موثر طریقے سے مثبت اور جامع حکمت عملی بنا سکیں۔

اس بابت PLD میں اس طرح درج ہے:

Men of these qualities will fulfil the demands of the mandate and deliver the goods the need is to ensure that the public representative officers are manned by persons processing such attributes. Presence of such persons in public offices will rid the society of the civils it is afflicted. (3)

آئین میں موجود دفعہ 62 اور ذیلی شقیں (d, e, f) اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ الیکشن میں حصہ لینے والے امیدوار اپنے متعلق اخلاقی طور پر تمام معلومات درست بہم پہنچائیں تاکہ مجلس شوری میں ایمان دار افراد کو جمع کیا جاسکے جو ملکی مفاد کے لیئے بہترین طریقے سے قانون سازی کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

انتخابی عمل میں امیدوار کے کردار کی دیانت داری، سچائی کا اندازہ اس حلقے کے عوام الناس بہتر طور پر کر سکتے ہیں جن کے درمیان وہ رہتا ہے۔ اس علاقے کے مکین بہترین طور پر اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ فلاں شخص ان کی نمائندگی کے لیے موزوں ہے۔ اپنے میں سے بہترین کا انتخاب عوام الناس کی صوابدید پر ہی ہوگا۔ لہذا عوامی رائے یا مقبولیت اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ فلاں شخص قیادت کے لیے موزوں ہوگا۔ اس بابت PLD میں درج ہے۔

Honesty, integrity, probity and bonafide dealings of returned candidate were matter of public interest because such standard of rectitude and property were made the touch stones in the constitutional qualifications of legislator laid down in article 62 and 63 of the constitution". (4)

آئینی دفعہ 63 اور اخلاقی معیارات کا جائزہ

آئینی دفعہ 63 آئین پاکستان میں اس امر کو یقینی بناتی ہے کہ مجلس شوری (پارلیمنٹ) کا حصہ بننے کے بعد بھی اگر مجلس شوری کے اراکین کی طرف سے کوئی بد عنوانی منظر عام پر آگئی تو الیکشن کمیشن سمیت تمام احتسابی اداروں بشمول عدلیہ کو اس بات کا مکمل اختیار حاصل ہے کہ وہ ان اراکین مجلس شوری، جن کے متعلق ٹھوس بنیادوں پر شواہد مل جائیں، کے خلاف کاروائی کرنے کی مکمل مجاز ہے۔ مثلاً PLD میں اراکین مجلس شوری کی دوہری شہریت کا معاملہ ریکارڈ پر ہے۔ اگر دوہری شہریت (Dual Citizenship) کے حامل افراد ہوں تو:

Constitution does not permit citizen who also acquired the citizenship of
a) another state to become a member of Pakistan's parliament or of a provincial assembly". (5)

آئینی دفعہ (h) (63) کے تحت اگر مجلس اراکین کی طرف سے کوئی بد معاملگی Misconduct یا غیر اخلاقی حرکات Moral Turpitude منظر عام پر آئیں تو فوری کاروائی عمل میں لائے جائے گی۔ اس بابت PLD میں درج ہے۔

"Those candidate who were involved in misconduct or moral turpitude, disciplinary action under Punjab police rules, 1975, definition of misconduct under the rule would be applied article 63 of the constitutions 99 of the representation of people act, 1976, as well general election order 2002, who were quality of misconduct or involved in moral turpitude". (6)

کسی بھی رکن پارلیمنٹ کی رکنیت فوری طور پر معطل کر دی جائے گی اگر اس کی بابت یہ امر ثابت ہو جائے کہ اس نے اپنے معاملات سے متعلق کوئی غیر اخلاقی قسم کی حرکت کی ہے۔

لہذا مجلس شوری کے تمام اراکین جن کے بارے میں عدالت عالیہ فیصلہ کرے کہ ان پر آئینی دفعہ 62/63 کے تحت تمام الزامات ثابت ہو چکے ہیں تو ان کو پارلیمنٹ سے فوراً معطل کر دیا جاتا ہے۔ اس بابت SCMR میں درج ہے۔

"That applicant's, membership of the parliament was suspended. Supreme court directed that respondent would neither be attending the session of the parliament or any committee nor she would be participating in the affairs of making policies for the country".(7)

1973ء کا آئین اور اسلامی دفعات

1973ء کے آئین میں موجود اسلامی دفعات میں اس امر کی صریح شہادت موجود ہے کہ اسلامی ریاست میں معیار کے طور پر صرف اسلامی اخلاق

اصولوں کو ہی اختیار کیا جائے گا اور ریاست کا کوئی قانون ان اسلامی اخلاقی تعلیمات کے منافی نہیں ہو گا اس بابت آئینی دفعات کا مختصر جائزہ حسب ذیل ہے۔

آئینی دفعہ (1)(2) کی قانونی وضاحت

آئین پاکستان 1973ء کی دفعہ (1) کے تحت:

"Pakistan shall be a federal republic to be known as the Islamic republic of Pakistan"

"ریاست کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہو گا"۔

آئینی دفعہ (2) کے تحت:

"Islam shall be the state religion of Pakistan". (8)

"پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہو گا"۔

مندرجہ بالا دفعات واضح دلالت کرتی ہیں کہ وطن عزیز کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان اور سرکاری مذہب اسلام ہے تو کیسے ممکن ہے کہ اس ریاست کے آئین میں اسلامی اخلاقی تعلیمات کے منافی اصولوں کو اختیار کیا جائے؟ مندرجہ بالا دفعات کی قانونی وضاحت Civil 6, 1978, NLR کے تحت اس طرح کی گئی ہے۔

Successive constitution of Pakistan has given under taking not to enact any law repugnant to Islamic injunctions and to bring all laws in conformity with such injunctions, in view of declaration of Islam as state religion in article (2) (9)

درج بالا دفعات اس بات کی مکمل وضاحت کرتی ہیں کہ چونکہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور یہ اسلام کے نام پر حاصل کی گئی ریاست ہے لہذا اس میں کوئی بھی قانون قرآن وسنت کے منافی نہیں ہو سکتا۔

آرٹیکل 2.A اور بنیادی اصولوں کی وضاحت

قرارداد مقاصد (1949ء) کو آئین میں آرٹیکل (2-A) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یہ آرٹیکل (2-A) آئین کے دیباچے کا حصہ ہے۔ اس میں ان بنیادی اصولوں کی وضاحت کر دی گئی ہے جس کے مطابق ملک کا آئین ترتیب دیا جائے گا۔

قرارداد مقاصد میں اللہ تبارک تعالی کے اقتدار کے ساتھ قرآن وسنت رسول ﷺ کو قوانین کی کسوٹی بنانے کا مقصد اسلام کا بتدریج نفاذ تھا۔ علاوہ ازیں جمہوریت کے اصول پر حکومت قائم کرکے یہ بات واضح کر دی گئی تھی کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی مقننہ بایں محدود اختیار کی مالک ہے اور اس کی جملہ قانون سازی اسلامی احکام کی تابع رہے گی۔

آئین پاکستان 1973ء میں آرٹیکل (2-A) کے مطابق:

"2-A the objective resolution to the part of substantive provision: the principles and provisions set out in the objective resolution reproduced in the annex are hereby made substantive part of the constitution and shall have effect accordingly. (10)

آرٹیکل (2-A) کی اہمیت کا تذکرہ PLD 2001 میں اس طرح بیان کیا گیا۔

"Every organ of the state is duty bond to act and implement the Islamic principles enshrined

the Holy Quran and Sunnah". (11)

لہذا ریاست کا ہر ادارہ اس امر کا پابند ہے کہ وہ صرف اسلامی تعلیمات کے تحت اپنے فرائض سر انجام دیں گے۔

آرٹیکل (31) اور بنیادی اصولوں کی وضاحت

اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973ء کے آئین کا آرٹیکل (31) اس بات کی صریح وضاحت ہے کہ صرف اسلامی تعلیمات کو ہی ریاست میں پنپنے کی اجازت ہوگی تاکہ عوام اپنی زندگیاں اسلامی اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔

"Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan, individually and collectively to order their lives in accordance with principles and basic concepts of Islam and to provide facilities whereby they may be enabled to understand the meaning of life according to the Holy Quran and Sunnah."(12)

اسلامی حکومت کا بنیادی فرض ہے کہ وہ عوام کو اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرے اور ملکی سطح پر ایسے مثبت اقدامات کا اہتمام کرے کہ لوگ اپنی زندگیاں انفرادی واجتماعی سطح پر اسلامی اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔

آرٹیکل (41) کی قانونی وضاحت

آئین پاکستان کی دفعہ (41) کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سربراہ کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔

(1) There shall be a president of Pakistan who shall be a head of state and shall represent the unity of the Republic.

(2) A person shall not be qualified for election as president unless he is a Muslim…

آرٹیکل (227) کی قانونی وضاحت

آئین پاکستان کے آرٹیکل (227) کے تحت کوئی قانون اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی بنیادوں اور اسلامی جمہوری اصولوں کے منافی نہ ہوگا جن کا تذکرہ قرآن وسنت میں کر دیا گیا۔

> "All existing laws shall be brought in conformity with injunctions of Islam as laid down in Holy Quran and Sunnah, in this part referred to the injunction of Islam, and no law shall be enacted which is repugnant to such injunctions".(13)

آرٹیکل (203) کی قانونی وضاحت

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں فیڈرل شریعت کورٹ کا ادارہ موجود ہے جو عدالتوں کو اسلامی قوانین کی تشریح کرنے میں معاونت فراہم کرتا ہے تاکہ کوئی قانون قرآن وسنت کے منافی نہ ہو۔ اس بابت YLR-834 میں درج ہے۔

The provisions of article 203 (D) of the constitution, to examine and declare any provision of any state as repugnant to the injunction of Islam. The Holy Quran or Sunnah is the exclusive jurisdiction of the Federal Shariat Court". (14)

درج بالا سطور میں پاکستانی قانون سے اہم حوالے پیش کیے گئے اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن وسنت میں واضح تعلیمات موجود ہیں کہ قیادت کی اہلیت کیلئے

کیا مطلوبہ صفات و شرائط ہیں جن کو مد نظر رکھ کر اولی الامر (امیر) کا انتخاب اسلامی ریاست میں ہوگا۔ اس کا عملی نمونہ نبی آخری الزماں حضرت محمد ﷺ نے پیش فرمایا پھر اسی سنت نبوی ﷺ پر عمل خلفائے راشدین رضوان اللہ اجمعین نے کیا اور اپنے اپنے عہد میں اعلی اخلاقی کردار کی عملی مثالیں پیش کیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ :

اسلام میں قیادت کی حیثیت بالکل خادم کی طرح ہے جو اپنے آقا کا ہر حکم بجالاتا ہے ایسے ہی حکمران کا کام اللہ سبحانہ تعالی کے ہر حکم کی تعمیل بجالانا ہے۔

قیادت کا معنی و مفہوم

علامہ ابن منظورؒ لسان العرب میں قیادت کی وضاحت اس طرح پیش کی :

قیادة--- مصدر من فعل قاد، یقود، قودا و قیادة- و اسم الفاعل منها قائد و یجمع علی قادة، فالقود من الامام والسوق من الخلف والقائد یطلق علی انف الخیل الی مقدمته"15

لفظ قیادت فعل قاد، یقود، قودا و قیادة کا مصدر ہے۔ قائد اسم فاعل اور اس کی جمع قادة ہے۔ القود سامنے سے چلانے والے کو کہتے ہیں جبکہ السوق پیچھے سے چلانے والے کو کہتے ہیں اور لفظ قائد کا اطلاق گھوڑے کی ناک یعنی اس کے اگلے حصے کو کہتے ہیں۔

قرآن حکیم اور قیادت کے معیارات

اسلام میں قیادت کا حق صرف اسی شخص کو حاصل ہے جو اس امانت (ذمہ داری حکومت) کو ادا کرنے کی صلاحیت رکھے ارشاد باری تعالی ہے :

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامنت آلی اھلھا[16]

"بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل (لوگوں) کو لوٹاؤ"۔

بنی اسرائیل میں جب طالوت کو بادشاہ مقرر کیا گیا اور ان کی مالی حیثیت پر بنی اسرائیل میں اعتراض پایا گیا تو اللہ تعالی نے واضح فرمان کے ذریعے اس بات کی وضاحت کر دی کہ طالوت کو بادشاہ کیوں مقرر کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے :

ان اللہ اصطفه علیکم و زاده، بسطة فی العلم و الجسم 17

"بے شک اللہ تعالی سے انہیں علم اور جسمانی طور پر تم سے زیادہ صلاحیت دی اور تمہارے لیے ان کا انتخاب کیا"۔

مندرجہ آیت کی تفسیر جامع البیان میں عمدہ طریقے سے بیان کی گئی۔

زاده بسطة فی العلم والجسم

"طعنوا فیه بنقصان الجاه والمال فقابلهما اللہ تعالی بوصفین العلم والقدرة، انهما اشد مناسبة لا ستحقاق الملک عن النسب والمال لان العلم والقدرة من باب الکمالات حقیقیة "18

اللہ تعالی نے مال حسب و نسب کے علاوہ علم اور جاننے کی صلاحیت کو بھی بادشاہ کیلئے ضروری قرار دیا تاکہ پیش آمد مسائل سے نبرد آزما ہونے کی کماحقہ صلاحیت اس میں موجود ہو۔ قرآن میں خلیفہ یا امیر کیلئے "اولی الامر" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالی نے امیر (اولی الامر) کی اطاعت کو لازم ٹھہرایا ہے اگر وہ قرآن و سنت کے اصولوں کی پیروی کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم 19

"اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی اور اپنے حکمران کی بھی (جو تم میں سے ہو)"۔

آیت میں لفظ (اولی الامر) کی وضاحت تفسیر الجامع لاحکام القرآن، میں اس طرح کی گئی ہے۔

(اولوالامر) اهل القرآن والعلم وهو اختيار مالک رحمه الله، ونحوه قول الضحاک: قال: الفقها والعلماء فی الدين"20

اولوالامر کے انتخاب میں اس امر کو بھی مکمل طور پر پیش نظر رکھا جائیگا کہ اسے دین کا کافی علم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام نے بادشاہ کیلئے ضروری امور میں یہ امر شامل رکھا کہ وہ عالم دین ہو تاکہ ریاست کا نظام اسلامی اصولوں کی روشنی میں عمدہ طریقے سے چلا سکے۔

اسلامی ریاست میں حکومت کا تصور انتہائی اہم اصولوں اور بنیادوں پر قائم ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور اولی الامر کی اطاعت بھی لازم ہے کہ اگر وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت اور اصولوں کے مطابق نظام حکومت چلائے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں درج ہے۔

"حکمرانوں کی اطاعت اسی صورت میں کی جائیگی کہ اگر وہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق دین کے منشاء کو پورا کریں اور مملکت کا انتظام وانصرام (اسلامی اصولوں) کی روشنی میں چلائیں"۔21

اس نظام حکومت میں دو انسانی صفات کا ہونا بہت ضروری ہے جو اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ اس بابت اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں درج ہے۔

"قرآن مجید نے اسلامی معاشرے کے لیے جس ماحول کی تشکیل کی اس سے بعض خاص صفات کا انسان سامنے آتا ہے۔ یہ صفات دو لفظوں میں یوں بیان کی جاسکتی ہیں (1) متقی (2) صالح۔ متقی سے مراد وہ انسان ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہر گناہ کی ہر شکل سے اجتناب کی کوشش کرے اور صالح سے مراد وہ انسان ہے جو تمام صالح اعمال بجالانے کی سعی کرے جس سے معاشرے میں پاکیزگی، نیکی اور زندگی کے نیک مقاصد کو ترقی حاصل ہو سکتی ہے"۔ 22

حکمران کا انتخاب قرآن وسنت کے اصولوں کے مطابق ہوگا تو یقیناً اللہ کا قانون وحاکمیت اللہ کی سرزمین پر نافذ ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذين ان مكنهم فی الارض اقاموا الصلوة و اتوا الزكوة و امروا بالمعروف و نهوا عن المنكر 23

"یہ وہ لوگ ہیں اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جمادیں تو یہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں"۔

اس آیت میں واضح اعلان ہے کہ اقامت صلوۃ، ایتائے زکوۃ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعے معاشرے کی ظاہری و داخلی فضا اس طرح ہو جائے گی کہ بدی کے تمام راستے مسدود ہو جائیں اور معاشرے میں صالحیت و پاکیزگی کو نمو حاصل ہو۔ اس بابت قیادت کی ذاتی مرضی وخواہشات نفسانی کا کوئی عمل دخل نہ ہوگا بلکہ وہ روئے ارضی پر اللہ سبحانہ تعالیٰ کا قانون نافذ کرنے کے پابند ہونگے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا 24

"جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا اور ان کے دین جسے اس نے اپنے لئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کردے گا، اور خوف کے بعد امن بخشے گا"۔

گویا اسلامی ریاست میں اولی الامر کا کام اللہ کے قانون کا نفاذ اسلامی اصولوں کی روشنی میں کرنا ہو گا جیسا کہ قرآن و سنت میں بیان فرمادیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل ان الامركله، لله25

"ان سے کہہ دیجئے سارا حکم صرف اللہ ہی کا ہو گا"۔

سنت نبوی ﷺ اور معیار قیادت

قیادت کیلئے اہلیت کے کیا معیارات ہیں اس کی عمدہ وضاحت سنت نبوی ﷺ کی حیات طیبہ سے ملتی ہے۔

(خلیفہ) اولی الامر کے لیے اس امر کو سخت ناپسند فرمایا گیا کہ وہ اپنی ذاتی خواہش یا طمع سے طلب امارت کرے۔ حکومت کی سپردگی کسی ایسے شخص کے حوالے نہیں کی جاسکتی جو خود اس منصب کے لیے حریص ہو۔ اس بابت صحیح مسلم میں روایت ہے۔

"عن ابى ذر قال قلت يا رسول الله الا تستعملنى فقال، فضرب بيده على منكبى ثم قال يا ابا ذر انک ضعيف و انها الامانة وانها يوم القيامة خزى وندامة الامن اخذها بحقها و ادى الذى عليه فيها"26

یہی وجہ ہے کہ ابو ذرؓ نے جب رسول ﷺ سے عہدہ کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ اے ابو ذرؓ: تمہارے کندھے حکومت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ عہدہ (حکومت) ایک امانت ہے اگر کوئی اس کا حق ادا نہ کرسکے تو روز قیامت کے سخت ندامت و عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اسلامی قیادت کی یہ خوبی ہے کہ وہ ہر لمحے خوف خدا اور تقوی کا جذبہ رکھتی ہے۔ وہ حکومت کو امانت اور ذمہ داری سمجھتی ہے اور اس میں خیانت کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ اسلامی قیادت امارت کو عیش کا سامان نہیں سمجھتی بلکہ امارت اس کیلئے ہر لمحے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے ذریعہ آزمائش ہے۔ وہ شتر بے مہار نہیں کہ جو چاہے کرتا پھرے بلکہ اسے اپنے ہر عمل کا حساب روز قیامت دینا ہے۔

اسلام میں قیادت کا انتخاب ہمیشہ مشورے سے ہو گا۔ مشاورتی عمل کے ذریعے ہی خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وامرهم شورى بينهم 27

"ان کے آپس کے معاملات مشاورت سے طے پاتے ہیں"۔

درج بالا آیت سے واضح ہے کہ شوری کا حکم اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں فرمایا۔ اس کی بے شمار حکمتیں اور رحمتیں ہیں۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اس سنت کا آغاز فرمایا۔ شوری کی اہمیت و کردار کا جائزہ درج ذیل ہے۔

علامہ راغب اصفہانیؒ "المفردات" میں لفظ شوری کی وضاحت اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

والمشاورة استخراج الرأى بمراجعة البعض الى البعض من قولهم شرت العسل اذا تخذته من موضعه و استخرجته منه[28]

"مشاورت اور مشورہ کا معنی ہے بعض کا بعض کی طرف رجوع کرنا اور ان کی رائے حاصل کرنا۔ جب عرب والے کسی جگہ سے شہد نکالتے تو کہتے ہیں شرت العسل۔ جس امر میں کسی سے مشورہ کیا جائے (اس جماعت کو شوری کہتے ہیں)"۔

مجلس شوری کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی ریاست کے سربراہ حضرت محمد ﷺ کو براہ راست اللہ تعالی کی طرف سے مشورہ قائم کرنے کا حکم فرمایا گیا حالانکہ آپ ﷺ کو اس کی حاجت نہ تھی کیونکہ تمام اہم معاملات کے متعلق بذریعہ وحی آپ ﷺ کو رہنمائی حاصل تھی مگر مشاورت کو سنت بنایا گیا تاکہ تمام امور بطریق احسن سرانجام پا سکیں۔

روح المعانی میں علامہ آلوسیؒ اس بابت فرماتے ہیں:

((قد علم الله تعالى مابه اليهم حاجة ولكن اراد ان ليستن به من بعده))[29]

"اللہ تعالی کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ کو مشورہ کی ضرورت نہیں لیکن اس نے چاہا کہ یہ تمام بعد میں آنے والوں کے لیے سنت رہے"۔

رسول ﷺ کو مشورہ دینے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ امت کیلئے شورائیت کا نظام قائم ہو جائے تاکہ آئندہ امت آمریت کے راستے پر نہ چلے بلکہ شورائیت کے شرطی قاعدے پر سختی سے قائم رہے۔

اس بابت سید مودودیؒ بیان فرماتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ ہر معاملے، بالخصوص جب اللہ تعالی کی طرف سے کوئی حکم نہ آئے، مشاورت فرماتے۔ اس طرح رسول ﷺ نے امت کو شورائی کے طریقے پر کام کرنے کی تربیت دی اور یہ سکھایا جس معاملے میں حکم الہی موجود ہو وہاں بے چون وچرا اطاعت کرو اور جہاں حکم الہی نہ ہو وہاں آزادی رائے کا حق ہے"۔30

مشارت کی انسانی زندگی میں کتنی اہمیت حاصل ہے اس بابت جامع الاحکام میں امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((ما شقى قط عبد بمشورة و ما سعد با ستغناء راى))31

"کوئی شخص مشورے سے کبھی ناکام یا نامراد نہیں ہوتا اور نہ ہی مشورہ ترک کرے کبھی کوئی بھلائی حاصل کر سکتا ہے"۔

امام طبرانیؒ مشورے کی بابت "المعجم الاوسط" میں فرماتے ہیں۔

((ماخاب من استخار ولا ندم من استشار))32

"جس نے استخارہ کیا وہ ناکام نہیں ہوا اور جس نے مشورہ کیا وہ شرمندہ نہ ہوا"۔

علامہ "الماوردیؒ" نے اپنی تصنیف "ادب الدین والدنیا" میں تیسری فصل "فی المشورۃ" میں لکھتے ہیں:

((المشورة حصن من الندامة و امن من الملامة))33

"مشورہ شرمندگی سے بچاؤ کا قلعہ ہے اور ملامت سے مامون رہنے کا ذریعہ ہے"۔

علامہ ابن کثیرؒ، تفسیر القرآن العظیم میں اس طرح رقمطراز ہیں:

((کان رسول الله ﷺ یشاورهم فی الحروب)) 34

نبی کریم ﷺ تمام جنگی مہمات کی تیاری کیلئے صحابہ کرامؓ سے مشاورت فرماتے"۔

نبی کریم ﷺ جب مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی تو وہاں کے تمام باشندوں سے مشاورت کر کے دستور مرتب فرمایا۔

ڈاکٹر حمید اللہؒ اس بابت صحیفہ ہمام بن منبہ میں بیان فرماتے ہیں:

"جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ گئے تو وہاں انہوں نے شہری مملکت کی بنیاد رکھی۔ رسول اللہ ﷺ نے وہاں کے سب باشندوں یعنی مہاجرین، انصار اور یہود جو تاحال اسلام نہ لائے تھے عربوں وغیرہ سب سے مشورہ کیا اور ایک دستور مملکت نافذ فرمایا۔ یہ تاریخ اسلام میں سب سے پہلا دستور مملکت ہے۔ اس میں حاکم و محکوم دونوں کے حقوق و واجبات کی تفصیل ہے"۔35

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور قیادت کی مثالیں

خلفائے راشدین خلیفہ بننے کے بعد بھی عام آدمی کی طرح زندگی بسر کرتے تھے جس میں کسی قسم کی عیش و عشرت کا عنصر نمایاں نہ تھا۔ سادگی ان کی حیات مبارکہ کا خاص پہلو تھا۔ ان کا پہننا اوڑھنا، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا سب طرز عمل میں سادگی تھی۔

"ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ اپنے گھر والوں کی خوراک اور گرمی میں پہننے کیلئے ایک چادر لیتے تھے وہ چادر پھٹ جاتی تو اس میں پیوند لگاتے مگر اس کی جگہ دوسری نہ بدلتے تاوقتیکہ اس کا وقت نہ آجائے"۔36

جب کسی عامل کو کسی علاقے کی ذمہ داری سونپی جاتی تو اس کا تمام حساب کتاب رکھا جاتا۔ اس کا طرز حکمرانی مطلق العنان بادشاہ کی طرح نہیں کہ اپنی مرضی سے جو چاہے کرتا پھرے اور کوئی حساب کتاب، جواب دہی نہ ہو بلکہ عمال کو اپنے تمام افعال کا حساب کتاب دینا لازمی تھا۔ اس کی اساس نبی محترم حضرت محمد ﷺ کے عہد سے ہی نمایاں ہے۔ اس بابت جامع الصحیح میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن الاتبیۃ کو بنی سلیم کی طرف وصولی صدقات کیلئے بھیجا تو وہاں سے جو مال لائے کہا، یہ وصولی صدقات کا مال ہے اور یہ ہدیہ میرے لیے ہے۔ آپ ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ روز قیامت ہر عامل جو بطور ہدیہ چیزیں وصول کریگا روز قیامت ہر چیز اس کیلئے عبرت کا باعث بنے گی۔37

خلفاء راشدین نے اسی سنت کو قائم رکھا۔ سیدنا عمر فاروقؓ جب کسی عامل کو کسی علاقے کی ذمہ داری عطا کرتے تو اس کے پہلے مال کی فہرست تیار کر لی جاتی تاکہ معلوم رہے کہ عامل مقرر ہونے کے بعد کتنا مال آمدنی سے زائد کمایا اور کن ذرائع سے کمایا۔ ابن سعد لکھتے ہیں:

"عمر فاروقؓ سے ایک سے زائد لوگوں کو اسی وجہ سے معزول لیا کہ ان کا مال اس فہرست سے، جو ابتدا میں دی گئی تھی، بڑھا ہوا تھا"۔38

دین اسلام میں اخلاقی اعتبار سے مسلمان حکمران کی قیادت کا مقصد عیش و عشرت، مال اکٹھا کرنا یا منصب جاہ و جلال کی شان سے لطف اندوز ہونا نہیں بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی اللہ سبحانہ تعالی کے حکم سے کرنا ہے نہ کہ معاشرتی نظام کو اپنی مرضی و منشاء کے مطابق چلانے کی کوشش کرنا ہے۔ مستند مصنف لکھتا ہے:

"اسلام میں قیادت کا مقصد نہ جاہ و منصب کا فریب نہ عیش و عشرت کا دھوکہ نہ مال و دولت کی عشرت نہ شان و شوکت کا تماشہ ہے بلکہ حقوق اللہ کی بجا آوری اور اس کے لیے سعی وجد وجہد کی ذمہ داری کا نام ہے"۔39

خلفائے راشدین کی حیات مبارکہ کا جائزہ لیں تو واضح ہو گا کہ انہوں نے اپنے عہد میں پروٹوکول نام کی چیز کو اپنی زندگی میں جگہ نہ دی۔ان کے نزدیک امارت کا مقصد حقوق العباد کی ادائیگی اللہ تبارک تعالی کے حکم و منشاء کے مطابق کرنا تھا۔ان کے دروازے عوام الناس کے لیے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ خلیفہ وقت خود راتوں کو اٹھ کر عوام الناس کی خبر گیری فرماتے تھے کہ کوئی مشکل میں تو نہیں۔

حکمران کے لیے لازم ہے کہ اس کی اچھائیاں اس کی برائیوں پر غالب ہوں تاکہ وہ عوامی فلاح وبہبود کا کام عمدہ طریقہ سے سرانجام دے سکے۔امام کاسانی کے مطابق

"جو شخص کبائر سے اجتناب کرے، فرائض کی ادائیگی کرے اور اس کی اچھائیاں اس کی برائیوں پر غالب ہوں تو وہ عادل ہے"۔40

درج بالا تصریحات سے واضح ہے کہ قومی قیادت کی ذمہ داری صرف اس شخص کے حوالے کی جاسکتی ہے جو اخلاقی اعتبار سے ان تمام اخلاقی صفات سے متصف ہو جن کا مختصر سا جائزہ تاریخ اسلام کی روشنی میں لیا گیا تاکہ اپنی ذمہ داریوں کو احسن انداز سے نبھا سکے۔ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اولی الامر (امیر) کا انتخاب ممکن بنایا جائے۔

فقہاء کرامؒ کی آراء اور اولی الامر کی صفات

فقہاء کرامؒ کی رائے کے مطابق اولی الامر (امیر) بننے کیلئے مندرجہ ذیل شرائط وصفات کا ہونا لازم ہے۔وہ ان اعلی اخلاقی صفات سے متصف ہو جس کی عملی مثالیں عہد نبوی ﷺ اور خلفاء راشدین کے ادوار میں ملتی ہیں۔علامہ الماوردیؒ نے امیر (اولی الامر) کیلئے درج ذیل صفات وشرائط بیان کی ہیں۔

"امیر کیلئے پہلی شرط اس کا مجتہد ہونا ہے تاکہ پیش آمد مسائل پر غور وفکر کے ذریعے مسائل کا حل تلاش کر سکے۔اس کے اعضاء کا سلامت ہونا یعنی جسمانی طور پر صحت مند ہونا ضروری ہے تاکہ معاملات کو خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکے۔اس کا صاحب رائے ہونا بھی لازم امور میں شامل ہے تاکہ موقع ومحل کے مطابق فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔41

علامہ ابن خلدون کے مطابق امیر کا صاحب علم ہونا اور اعلی اخلاقی کردار کا مالک ہونا اور اس کے حواس کی سلامتی بھی امیر بننے کیلئے لازم امور میں شامل ہے۔42

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اولی الامر میں درج ذیل صفات کا موجود ہونا لازم امر قرار دیا۔

"اس کا اخلاق اچھا ہو،۔وہ عاقل بالغ آزاد انسان ہو۔لوگ اس کی اور اس کے خاندان کی شرافت اور اچھی خوبیوں کے معترف ہوں۔وہ عوام الناس میں اپنے کردار اعلی اور خوبیوں کی وجہ سے مشہور ہو۔"43

مندرجہ بالا مباحث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن وسنت نے اسلامی ریاست کے حکمران کیلئے کچھ سیاسی اور اخلاقی شرائط اور ضابطے مقرر کیے ہیں اور اس کا مقصد اللہ سبحانہ تعالی کی سرزمین میں اللہ تعالی کا قانون اسی کے بنائے گئے اخلاقی ضابطوں کے مطابق نافذ العمل کرنا ہے۔اس قانون کا نفاذ وہی کر سکتا ہے جو اسلامی اخلاقی تعلیمات کے معیار پر اور مطلوبہ صفات وشرائط پر پورا اترتا ہو۔آئین پاکستان کی آئینی دفعات 62/63 اور تمام اسلامی آئینی دفعات

اس امر کی واضح نشاندہی کرتی ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سپریم لاء صرف اور صرف قرآن و سنت ہے اور صرف قرآن و سنت کے اخلاقی معیارات و شرائط کو ہی اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نافذ العمل کرنا ہوگا تاکہ عصر حاضر میں پیش آمد تمام سیاسی، معاشی، اخلاقی اور معاشرتی مسائل کا حل اور برائیوں کا تدارک ممکنہ طریقے سے کیا جاسکے۔

وطن عزیز کو کرپشن، بیروزگاری، سماجی ناانصافی، قتل و غارت، دہشت گردی، غیر اخلاقی امور مثلاًرشوت ستانی، بے ایمانی، بد عنوانی، جھوٹ بولنے کی روش، طمع لالچ، بدنیتی اور ہر قسم کی سماجی اور غیر اخلاقی حرکات سے اسی صورت میں محفوظ کیا جاسکتا ہے کہ قرآن و سنت کے اخلاقی معیارات وضابطے کی روشنی میں مجلس شوری (پارلیمنٹ) کے اراکین کا انتخاب یقینی بنایا جائے اور آئینی دفعات 62/63 کے معیار کو مد نظر رکھا جائے۔ آئینی دفعہ 62/63 میں مجلس شوری کے اراکین کیلئے اہلیت کے معیارات اور قیادت کی شرائط 1973ء کے آئین میں شامل کی گئی بالخصوص آئینی دفعات (d) (1) 62 (e) (f) کے اخلاقی معیارات جو مجلس شوری کے اراکین کے لیے مقرر کیے گئے تاکہ ایسے افراد کی تقرری عمل میں لائی جائے جو راست باز (صادق) امانت دار (امین) ہوں۔ لوگوں کے مال میں خیانت نہ کریں۔ عوام کے مفاد میں بہترین فیصلہ کریں۔ متقی اور خوف خدا رکھنے والے ہوں۔ کبیرہ اور صغیرہ گناہوں سے بچنے والے ہوں۔ سیاسی و قانونی حلقوں اور سیکولر افراد کی جانب سے آئینی دفعات کی ذیلی شق بالخصوص صادق و امین کے حوالے سے سیاسی و قانونی حلقوں میں کافی بحث و تمحیص ہوتی رہی بہر حال اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اگر ہم اپنے تمام سماجی، سیاسی اور اخلاقی مسائل کا تدارک چاہتے ہیں تو آئینی دفعات 62/63 کے عملی نفاذ کو یقینی بنانا ہوگا اور آئین پاکستان پر اس کی اصل روح کے ساتھ عمل در آمد کرنا ہوگا تاکہ ایک دیانت دار امین اور مخلص قیادت سامنے آسکے اور وطن عزیز کو سیاسی استحکام حاصل ہو۔

مصادر و مراجع

References

1. Ahmad Awais, The Constitution Islamic Republic of Pakistan, 1973, Pub Law Book Land P. 721-722
2. CLC 2013, 1297
3. PLD, 2009, Sc. 107
4. PLD, 2017, Sc. 70
5. PLD, 2002, 521
6. PLD, 2007, Sc. 369-35
7. SCMR, 2012, 1101
8. The constitution of Islamic Republic of Pakistan, Pub, A1, Qanoor, Mazang Road Lahore, P/163
9. NLR, 1978, Civil 6
10. The constitution of Islamic Republic of Pakistan, P. 165
11. PLD 2001, Sc. 18
12. The constitution Islamic Republic of Pakistan, P. 396
13. The constitution of Islamic Republic of Pakistan, P. 435-436
14. YLR, 2001, 834
15. Ibne Manzoor, Lisan-ul-Arab, Dar-e-Sadir, Bairut, 11/341
16. Al-Nisa, 4:58
17. Al-Baqara, 2:247
18. Al-Tabri, Abi Jaffer Mohammad bin al Jareer, Jami-ul-Bayan Fe Tafseeril Quran, Dar-e-Marfat, Bairut, 2/396
19. Al-Nisa, 4:59

20. Al-Ansari, Abdullah Mohammad bin Ahmad, Al-Jamy-li Akhamil-Quran, Dar-e-Ahya al turasul Arabi, Bairut, 1965, 5/259
21. Urdu Diara Maarif-e-Islamia, Punjab University, Lahore, 1922, 2/682
22. Ibid: 3/681
23. Al-Hajj, 22:41
24. Al-Noor, 24:55
25. Al-Inam, 6:57
26. Muslim bin Al-Hajjaj, aljame al Sahih , Kitab Alamara, Dar-e-Almarfat, Bairut, 5/27
27. Al-Shura, 38:42
28. Ragib Isfahani, Allama, Al-Mufridaat fe Gareebil-Quran, Noor Mahammad publishers, Aram Bagh, Karachi, P. 280
29. Aloosi, Allama Mehmood, Ruhul Maani fi Tafseer Quran-il-Azeem, Dar-e-Ahya Al-turasil Arabi, Bairut, 4/156
30. Maududi, Abul-Aala, Syed, Seerat Sarwar-e-Alam Idara Tarjumanul Quran, Lahore.1983, 2/734
31. Al-Qurtubi, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad, Al Jamme-li-Akhamil-Quran, Dar Alam-ul-Kutab, Al-Riaz, 2006, 4/251
32. Altabrani, Abul-Qasim Mohamad bin Ahmad, Al-Maujam-ul-Ausat, Darul Harmain, Qahira, 1415, 2/365
33. Al-Mawardi, Abu-ul-Hassan Ali Bin Mohammad, "Adab-ud-Dunya-Waddin" Darul-Kutab Al-Ilmia Bairut, 1/360
34. Ibn-e-Kaseer, Ismail bin Umar, "Tafseer-ul-Quranil-Azeem, Darul Marfat, Bairut, 4/118
35. Mohammad Hameedullah, Dr. Saheefa Hamam bin-al-Munabbah, Intermedia Communications, Karachi, 1983, P: 40
36. Ibn-e-Saad, Muhammad Bin Saad,Al-Tabaqat, (Mutarajam) Allama Abdullah Alamadi, Nafees Academy, Karachi, 3/80
37. Al Bukhari, Muhammad Bin Ismail, Aljame-al-Sahih, Bairut , 1968, 4/ 244
38. Al-Tabaqat, 3/83
39. Syed Suleman Nadvi, Sirat un Nabi (SAW), Idara Islamiat, Anarkali, Lahore, 1423, 4 /759
40. Alkasani, Allama Alaaud Din, Albaday-us-Sanay, Darulkutub Alarbi, Bairut, 1983, 2/268
41. Al-Mawardi, Abu-ul-Hasan Ali bin Mohammad, "Al-Ahkamus Sultania" Darul ul-hadith, Qahira 1/19
42. Ibn-e-Khuldun, Allama Abdur Rehman, Almuqadama, Darul Fikr, Bairut, 2003, P. 191
43. Shah Wali Ullah, Hujjat-ul-Allah al-Baligha, Almaktaba tul Salafia, Pakistan, 1/45